

تحفظ حقوق نسوان بل کا شرعی و قانونی نقطہ نظر سے تحقیقی و تنقیدی جائزہ

*ڈاکٹر حافظ افتخار احمد

ABSTRACT

The first family which had been sent in the world consisted on a male and female. So, both have the equal rights. The woman is the key element of the family system. The concept of the family is void without the woman. But it is the unique creature of the whole human history that he essential partner has been deceiving her in many different ways. She has been facing a lot of sorrows and troubles by the male. Her male partner has showed her numberless day-dreams. But in-spite all of these, she has been wandering to seek her identity and rights.

In this article it has been endeavored to analyze all these issues comprehensively.

Key Words: Protection Bill, Shari'ah, legislative, civilization, Islamic society.

تحفظ حقوق نسوان کا پیش منظر

موجودہ دور اپنے فکری فلسفے، تہذیبی تجربے اور معاشرتی رویوں کے باعث دراصل مغربی تجربہ گاہ ہے، مغرب جو کہ اس وقت دنیا کی غالب قوت بن چکا ہے اور اس کی تہذیب تقریباً تمام دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلامی تہذیب جو کبھی عروج پر تھی، اب آہستہ آہستہ عالمی سیاسی منظر نامے سے غائب ہو چکی ہے۔ 1496ء میں سپین سے مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا، 1857ء میں مغلوں کے زوال کے بعد ہندوستان میں اقتدار برطانیہ کے حصے میں آیا۔ 1942ء میں ترکی کی خلافتِ عثمانیہ ختم ہوئی، یہ مسلم سیاسی اقتدار کا عالمی سیاست سے غائب ہونا؛ یہ تینوں زوال مسلمانوں کو عیسائیت کے ہاتھوں بھگنا پڑے۔ مسلم عیسائی تنازعہ میں ختم نہیں ہوا، یہ تو صرف تہذیبی غلبے کی ابتداء تھی۔ عیسائی دنیا کا اصل مدع او مقصد دنیا پر تہذیبی غلبہ تھا، اس سیاسی برتری کے بعد عیسائی دنیا نے دوسرا کام یہ کیا کہ دوبارہ مسلم سیاسی عروج کے راستے بند کرنے کی غرض سے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمان علاقوں کو چھوٹے چھوٹے ملکوں کی شکل میں بانت کر اقوام متحدہ تشکیل دی گئی، تاکہ ان ممالک کے دوبارہ اتحاد کے امکانات ہی باقی نہ رہیں۔

یہ مرحلہ کامیابی سے طے کرنے کے بعد اب مسلم ممالک کی معيشت و دولت اور تہذیب نشانے پر تھی، چنانچہ مسلم ممالک کی دولت کو مغربی ممالک میں منتقل کرنے کے لیے ایک طویل منصوبہ بندی کی گئی اور یوں آج مسلم ممالک کی دولت یورپ منتقل ہو چکی ہے۔ یہ کیسے کیا گیا؟ یہ بذات خود ایک مکمل مضمون ہے، جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے۔ اس وقت پاکستان میں

کمپنیوں کا پس منظر یہی ہے۔ اس میں بھی دشمن کام یاب ہے، اس کی وجہ دشمن کی چالاکیوں سے زیادہ مسلم امہ کے حکمرانوں کی بے حصی ہے۔

تیرامرحلہ مسلم ممالک میں اسلامی تہذیب کی شکست ہے، اس کی خاطر بڑے منظم طریقے سے کام ہو رہا ہے، جس طبقے کے ہاتھ میں مسلم ممالک کی زمام کار ہے، اُس کی تعلیم و تربیت، ذہنی ساخت اور سیاسی و ذاتی مصلحتوں کا تقاضا ہی یہی ہے کہ ان ممالک میں مغربی افکار و اقدار اور روایات کو فروغ دیا جائے اور ان ممالک کو مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلا�ا جائے، جس تدریج پورے معاشرے کو مغربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے، چنانچہ جدت اور آزادی کا نام لے کر ہر آوارگی معاشرے کا حصہ بنائی جائی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں بنیادی تہذیب میں اکائی خاندان ہوتا ہے، اس لیے اسلام خاندان کی تربیت، اس کے نظم اور اخلاقی ماحول کی بہتری پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ اس تہذیبی تباہ میں ہمارا خاندانی نظام ہمارے تہذیبی مخالفوں کے پر ہے۔ خاندانی نظام میں چوں کہ عورت کی حیثیت اہم ترین ہے، اس لیے عورت کے حقوق کا نام لے کر اُس کا خاندانی کردار ختم کیا جا رہا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا حصول، ملازمت کا حصول، بے روزگاری کا خاتمه، جدت کے نام پر مختصر لباس، مخلوط معاشرہ، مخلوط نظام تعلیم، مخلوط تفریحی ادارے؛ یہ سب خاندان میں عورت کے کردار کے خاتمے کے لیے ہیں۔ گھریلو زندگی کا سکون، ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں، بچوں کی پرورش اور تربیت، خاندان کی خدمت، بڑوں، بزرگوں اور شوہر کا احترم؛ ان سب کو دیانتی قرار دے کر ان کا خاتمه کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیبی برتری مغرب کا بنیادی نشانہ ہے، مغرب اپنی بقاہی میں سمجھتا اور دیکھتا ہے کہ مسلم تہذیبی برتری ختم ہونی چاہیے، چنانچہ اس بارے میں ہمٹنگٹن لکھتا ہے کہ مغربی تہذیب کو باہر سے آنے والوں کی تہذیب سے خطرہ ہے:

Western culture is challenge by group within western societies. One such challenge comes from immigrant from other civilization¹

اس نظرے کی وضاحت بیان کرتے ہوئے Huntington کہتا ہے کہ اس کی اصل وجہ مغرب کی کمزور اور بے

جان ثقافت ہے، جو کہ بیرونی تہذیب (اسلام) کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

In Europe, western civilization could also be undermined by the weakening of the culture component.²

تاہم اب مسلمانوں کو اس تہذیبی جنگ میں اپنے ہارنے کا احساس ہو رہا ہے اور اس طرزِ عمل کے خلاف تھوڑی بہت مزاحمت مسلمان معاشروں میں ہے، لیکن اس کی حیثیت کم زور دفاع کی ہے۔ یہ دفاعی حکمتِ عملی حقیقت میں شکست کی راہ ہے،

¹ Huntington, Samuel. P, *The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order*, (New York: Touchstone, 1997), p.305.

² Huntington, *The clash of civilization*, p.305.

کیوں کہ مسلمان معاشرے میں اقدام کی صلاحیت نہیں، اس کی بنیادی وجہ مسلمان قیادتیں ہیں۔ چوں کہ تمام معاشرتی ادارے مغربی منہاج پر کام کر رہے ہیں، تعلیم، سوچ اور تہذیبی رویوں میں مغربی ماذل ہی پیش نظر ہے، اس لیے مزاحمتی عمل کے سوا ثابت تبدیلی اور اسلامی رویوں کے استحکام کے لیے کوئی بڑا کام نہیں ہو رہا۔ پھر مغرب کی حکمتِ عملی یہ ہے کہ اُس نے اس تہذیبی جنگ کے لیے مسلم معاشروں کو ہی میدانِ جنگ کے طور پر منتخب کیا ہے، اس لیے تہذیبی تصادم مسلم معاشروں کے اندر بپاہے۔ مسلم معاشروں کی تعلیمی، سیاسی، عسکری اور فکری قیادتیں اس تہذیبی تصادم میں مغرب کی معاونت کر رہی ہیں اور مغرب اپنے حلیفوں کو ہر قسم کی امداد مہیا کر رہا ہے۔ جو لوگ مزاحمت کر رہے ہیں وہ بے سرو سامان ہیں اور ان کا ایجمنڈا محض رذ عمل کا ایجمنڈا ہے۔ ثابت تبدیلیوں اور اسلامی نمونوں کے لیے عملی اقدامات نیم دلانہ ہیں، اس لیے آہستہ آہستہ میدانِ اُن کے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔³

مخربِ اخلاق رسائل و جرائد، الیکٹرانک میڈیا، عریائی تصاویر، پروپیگنڈے کے ذریعے سے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں مالی و معاشی امداد اور غیر محسوس سازشوں کے ذریعے سے مسلمانوں پر تاہدیٰ حملہ ہو رہے ہیں⁴۔

تحفظ حقوقِ نسوان بل 2006ء کا شرعی و تنقیدی جائزہ

تحفظ حقوقِ نسوان بل میں اسلام سے متصادم تراجمیں اور اُس کے اثرات

حدود آرڈیننس 1979ء کے بعد قومی اسمبلی نے 15 نومبر 2006ء کو تخفیظِ خواتین کے نام سے جوبل منظور کیا ہے، اس کی درج ذیل دفعات قرآن و سنت کے مخالف ہیں:

سیکشن نمبر 5: زنا بالجبر سے متعلق نئی دفعات

1۔ اس سیکشن نمبر 5 کے تحت زنا بالجبر کو حدود آرڈیننس سے نکال کر تعزیرات پاکستان میں داخل کر دیا گیا ہے۔ موجودہ قانون میں شامل کی جانے والی ترمیمات کے نتیجے میں زنا بالجبر کی سزا کو حد سے نکال کر مستوجب تعزیر قرار دے دیا گیا ہے۔ بقول حکومت قرآن و سنت میں زنا بالجبر کی سزا کا تعین نہیں ہے۔

The offences of *Zinā* and *Qadhf* are mentioned in the Qur'ān. The two ordinances relating to *Zinā* and *Qadhf*, however, make a number of other acts punishable in spite of the fact that the Qur'ān and Sunnah neither define these offences nor has any punishment for them been prescribed. On no principle of *Qiyās* can the punishments for *Zinā* and

³ خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجر ان کتب، 2009ء)، ص 472۔

⁴ شیاۃ رسول علوی، پروفیسر، جدید تحریک نسوان اور اسلام، (لاہور: منشورات، اکتوبر 1998ء)، ص 15۔

Qadhf or the procedure identified for their proof can be extended to these offences.⁵

2- تحفظ خواتین بل 2006ء کی ترمیم نمبر 5 کے الفاظ یہ ہیں:

A man is said to commit rape who has sexual intercourse with a woman under circumstances falling under any of the five following descriptions:

1. Against her will
2. Without her consent
3. With her consent, when the consent has been obtained by putting her in fear of death or of hurt,
4. With her consent, when the man knows that he is not married to her and that the consent is given because she believes that the man is another person to whom she is or believes herself to be married; or
5. with or without her consent when she is under sixteen years of age.⁶

کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتكب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں کسی

صورت میں مباشرت کرے:

1- عورت کی مرضی کے خلاف

2- اُس کی رضامندی کے بغیر

3- جب مرضی ہلاکت یا ضرر کا خوف دلا کر لی گئی ہو

4- اُس کی مرضی سے، جب کہ مرد جانتا ہو کہ وہ اُس کے نکاح میں نہیں ہے اور یہ کہ رضامندی کا اٹھاراں وجہ سے کیا گیا ہے، کیوں کہ وہ یہ پادر کرتی ہے کہ مرد وہ دوسرا شخص ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا وہ پادر کرتا ہے یا کرتی ہے، یا

5- اُڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ سولہ برس سے کم عمر کی ہو۔

3- پھر زنا بالجبر کی جو مزاییان کی گئی ہے وہ یہ ہے:

Whoever commits rape shall be punished with death or imprisonment of either description for a term which shall not be less than ten years or more, than twenty-five years and shall also be liable to fine.⁷

⁵ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006.

⁶ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006.

⁷ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006.

جو کوئی زنا بالجبر کا رتکاب کرتا ہے اسے سزاۓ موت یا سزاۓ قید جو کم سے کم دس سال یا زیادہ سے زیادہ پہنچیں سال تک ہو سکتی ہے، دی جائے گی اور جرم انے کا بھی مستوجب ہو گا۔
اب ان تراجم کو دیکھیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو تو یہ قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہے، حدِ زنا کے ضمن میں ارشاد
باری تعالیٰ ہے:

آلَّا إِنَّهُ وَالرَّانِ فَاجْلِسُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدٍ وَلَا تَأْخُذْ كُمْ بِهِمَا رَأْفَةً فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
إِنَّ اللَّهَ وَالنَّاسُ أَيُّوهُمُ الْأَخْرِ وَلَيَشَهَدُ عَذَابَهُمَا طَالِبَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ⁸

”بد کار عورت اور بد کار مرد (اگر غیر شاد شدہ ہوں) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو (شرط حد کے ساتھ جرم زنا کے ثابت ہو جانے پر) سو کوڑے مارو (جب کہ شادی شدہ مرد و عورت کی بد کاری پر سزار جم ہے اور یہ سزاۓ موت ہے) اور تمھیں ان دونوں پر (دین کے حکم کے اجر) میں ذرا ترس نہیں آنا چاہیے، اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان دونوں کی سزا (کے موقع) پر مسلمانوں کی (ایک اچھی خاصی) جماعت موجود ہو۔“

اس آیت میں ”زنا“ کا الفاظ مطلق ہے، جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے؛ خواہ وہ رضامندی سے کیا ہوا زنا ہو یا زبردستی کیا ہو۔ سو کوڑوں کی یہ سزا غیر شادی شدہ کے لیے ہے، جیسا کہ اس آیت کے بارے میں قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:

وَهُوَ حَكْمٌ يَخْصُّ بَنِي لِيْسَ بِمُحْصَنٍ، لَمَّا دَلَّ عَلَى أَنَّ حَدَّ الْمُحْصَنِ هُوَ الرَّجْمُ⁹

پھر جن عورتوں کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا ہو، ان کا سزاۓ مستثنی ہو ناقر آن سے ثابت ہے، ارشادِ بانی ہے:

وَمَنْ يُّكَرِّهُ هُنَّ فِيَنَ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ كُرَاهِيَّةٌ غَفُورٌ رَّحِيمٌ¹⁰

”اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین) کو بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“

پھر اگر مجرم شادی شدہ ہو تو سنت متواترہ نے اضافہ کیا ہے کہ اسے سگ سار کیا جائے گا اور آپ ﷺ نے جس طرح یہ حد رضامندی سے کیے گئے زنا پر جاری کی ہے، اسی طرح زنا بالجبر کا رتکاب کرنے والے پر بھی یہی حد جاری کی ہے۔

⁸ انور 2:24

⁹ البیضاوی، ناصر الدین، ابوسعید عبد اللہ بن عمر، انوار التنزیل وأسرار التأویل، (بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1418ھ)، ج 4، ص 98۔

¹⁰ انور 33:24

حضرت واکل بن حجر رضی اللہ عنہ دوایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلی، راستے میں ایک شخص نے زبردستی اُس سے زنا کا ارتکاب کیا، اُس عورت نے شور مچایا تو وہ بھاگ کیا، بعد میں اس شخص نے اعتراف کر لیا کہ اُسی نے عورت کے ساتھ زنا با مجرب کیا تھا، اس پر آپ ﷺ نے اُس شخص پر حد جاری فرمادی اور عورت پر حد جاری نہیں کی۔¹¹

صحیح بخاری اور دوسری کتبِ حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ بھی موجود ہے کہ ایک غلام نے باندی کے ساتھ زنا با مجرب کا ارتکاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد پر حد جاری فرمائی اور عورت کو سزا نہیں دی۔¹²

جاء رجل إلى أبي بكر فذكر له أن ضيفا له افتض اخته، استكرها على نفسها، فسألها فاعترف بذلك فضربه أبو بكر الحد، ونفاه سنته إلى فدك، ولم يضرها، ولم ينفيها لأنها استكرها، ثم زوجها إياه أبو بكر، واد كله عليها¹³

”ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شکایت کی کہ اُس کے مہمان نے اس کی بہن کے ساتھ جبراً زنا کیا ہے، بعد ازا تفہیش اس نے اعتراف کر لیا (کیوں کہ وہ شخص کنوارہ تھا) اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُسے کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لیے ”福德“ جلاوطن کر دیا اور عورت کو نہ تو کوڑے لگوائے اور نہ ہی جلاوطن کیا۔ ایک سال جلاوطن کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُسی کو حکم دیا کہ اب اس عورت سے نکاح کرلو۔“

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو اسے سزا نہیں دی جاسکتی، البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے اس پر زنا کی حد پوری طرح نافذ رہے گی۔ اب حکومت کا یہ کہنا کہ زنا با مجرب کی سزا قرآن و سنت میں بیان نہیں ہوئی، یہ سراسر غلط ہے۔ قرآن و سنت میں بیان کیے گئے حکم میں کسی کو تر میم کا اختیار نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَعَدَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخَيْرُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا¹⁴

”کسی مومن اور مومنہ کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کر دیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔“

¹¹ ترمذی، ابو عیینی محمد بن عینی، الجامع الترمذی، کتاب الحدود، حدیث رقم: 1454۔

¹² بخاری، محمد بن اسحاق عیل، صحیح البخاری، کتاب الإکراه، حدیث رقم: 6877

¹³ ابن حمام، ابو بکر عبد الرزاق بن نافع الحمیری، المصنف، (بیر و ت: المکتب الاسلامی، 1403ھ)، ج 7، ص 402۔

¹⁴ الاحزاب 36:33

اللہ تعالیٰ کی طے کردہ عقوبات (حدود اللہ) میں کسی کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ دور نبوی کا مشہور واقعہ ہے کہ قریش قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم ﷺ کے ایک محبوب صحابی اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہما نے اُس عورت کا ہاتھ نہ کائے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ ﷺ ان کی اس بات پر سخت ناراضی کاظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱۵ اَتَشْفَعُ فِي حَدْدٍ مِّنْ حُدُودِ اللَّهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقْطَعًا يَدَهَا

”کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے گی تو میں اُس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹوں گا۔“

مذکورہ بل میں زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اس قدر اصرار دراصل اُس پروپیگنڈے کی وجہ سے کیا گیا ہے کہ حدود آرڈیننس کے نفاذ کے وقت سے ہی یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزادی جاری ہے۔ وہ اس طرح کہ جب کوئی عورت حدود آرڈیننس کے تحت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اس سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے، جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتی تو اس سے جیل میں بند کر دیا جاتا ہے، لیکن یہ بات ٹھیک نہیں۔ ایک امریکی اسکار چارلس کینیڈی نے جب یہ سناؤ اس نے پاکستان آ کر ان مقدمات کا سروے کیا اور ایک رپورٹ پیش کی جو شائع ہو چکی ہے اور اُس رپورٹ کے نتائج بھی حقائق کے عین مطابق ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

Women fearing under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10(2). The women are exonerated of any wrong doing due to reasonable doubt rule.¹⁶

”جن عورتوں کو دفعہ 10(2) کے تحت زنا بالرضاء کے جرم میں سزا یاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ 10(3) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجائی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کو چوں کہ اسی کوئی قرائی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے، اس لیے وہ مرد ملزم کو دفعہ 10(2) کے تحت (زنا بالرضاء) کی سزا دے دیتا ہے اور عورت شہک کے فائدے والے قاعدے کی بنابرہ غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔“

¹⁵ بخاری، محمد بن اسحاق عیل، صحيح البخاری، کتاب الحدود، حدیث رقم: 2788.

¹⁶ Charles Cannedy, *The Status of Women in Pakistan in Islamization of Laws*, p.74

لذامہ کو رہ بل میں زنا ب مجرم کی سزا کو ختم کرنا قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہے اور اس کا خواتین کے ساتھ زیادتی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پھر دفعہ 375 میں جوزنکی تعریف ہے، اُس کی رو سے شوہر اگر بیوی کی رضامندی کے خلاف اُس سے جماع کرے تو وہ بھی زنا ب مجرم قرار پاتا ہے، جو کہ شریعتِ اسلامی کے خلاف ہے:

إِذَا ذَعَأَ الرَّجُلُ امْرَأَةً إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبْأَثَ قَبَّاتَ عَصْبَانَ عَلَيْهَا لَعْنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّىٰ تُصْبِحَ¹⁷

”جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاۓ اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صحن ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔“

پھر دفعہ پانچ کی شق نمبر پانچ سے یہ نتیجہ لکھتا ہے کہ سولہ برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا ب مجرم قرار پائے گا۔ یہ ترمیم بھی شریعتِ اسلام کے منافی ہے، کیوں کہ اسلام نے زنا کی سزا عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ¹⁸

”اور جب جوانی کو پہنچ جائیں تو جازت لینی چاہیے“

”حلُم“ اس لفظ سے فقہاء لڑکوں کے معاملے میں احتلام کو بلوغ کا آغاز مانتا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔۔۔ احتلام کو لڑکوں کے لیے بلوغت قرار دیا ہے۔۔۔ جب کہ لڑکی کے معاملہ میں ایام ماہواری کا آغاز علامت بلوغ ہے نہ کہ احتلام¹⁹ اس ترمیم کے نتیجے میں لڑکیوں کو سولہ سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کی وجہ سے بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار پچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے اور معاشرے میں بے راہ روی عام ہو جائے گی۔

سیشن نمبر 7: زنا اور الزام زنا کی سزا بل کی ترمیم نمبر 7 کے الفاظ یہ ہیں:

496B. fornication:

1. A man and a woman not married to each other are said to commit fornication if they willfully have sexual intercourse with one another.

¹⁷ بندری، محمد بن اسماعیل، ^{أصحیح البخاری}، کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم أمين ولملائكة في السماء فوافتقت إحداها الأخرى غفر له ما تقدم من ذنبه،

حدیث رقم: 3237

¹⁸ انور: 59:24

¹⁹ مودودی، ابوالا علی، ^{تفہیم القرآن}، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، جولائی 1991ء) ج 3، ص 421

2. Whoever commits fornication shall be punished with imprisonment for term which may extend to five years and shall also be liable to fine not exceeding ten thousand rupees.

496C. Punishment for false accusation of fornication:

Whoever brings or levels or gives evidence of false charge of fornication against any person, shall be punished with imprisonment for a term which may extend to five years and shall also be liable to fine not exceeding ten thousand rupees.²⁰

496ب۔ زنا:

1۔ ایسے مرد و عورت جن کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتكب ہوں گے۔

2۔ زنا کے مرتكب مرد و عورت کو جو سزادی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہو سکتی ہے اور انھیں دس ہزار روپے تک جرمانے کی سزادی جائے گی۔

496ج۔ زنا کے جھوٹے الزام کی سزا:

جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہو گا۔

اب اس میں زنا اور الزام زنا (تهہت) کی جو سزا میں بیان کی گئی ہیں، یہ دونوں صریحًا خلاف اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے:

آلَّا إِنَّهُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُو أُكُلٌّ وَاحِدٍ ۖ قِنْهَمَا مَا مَأَتَهُ جَلْدٌ ۚ²¹

”زنی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے کی سزادو“۔

اور شادی شدہ کے لیے سگ سار کرنے کی سزا ہے جیسا کہ پہلے گز پکا ہے۔

الزام زنا (قذف) کی سزا

جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور اس میں کسی کو تبدیلی کا اختیار نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تهہت یا قذف) کی سزا بھی معین کر دی ہے۔ تہہت کے بارے میں قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَبْيَانٍ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُو هُنْ مَمْنُونُ جَلْدَهُ وَلَا تَنْقِبُوا إِلَهُمْ شَهَادَةً أَكَدَّا²²

²⁰ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006.

²¹ انور 2:24

²² انور 4:24

”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا لازم لگاتے ہیں، انھیں اسی کوڑے مار دا اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قول نہ کرو۔“

اس آیت میں لفظ ”یَرْمُونَ“ سے مراد زنا کی تہمت ہے اور اس کا ثبوت حدیث سے بھی ملتا ہے، جب ہلال بن امية نے اپنی بیوی پر شریک بن سمعاء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اُنْتِ إِنَّمَا يَأْنِي بِعَيْنِ يَشْهَدُونَ عَلَىٰ صِدْقِ مَقَالَتِكَ وَإِلَّا فَخَدُّ في ظَهْرِكِ²³

”اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے چار گواہ لاو، و گرنہ تمہاری پیٹھ حداری ہو گی۔“

زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآن کریم نے اسی کوڑے مقرر کی ہے تو دوسری طرف ہماری حکومت نے موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی ہے۔ اسے بھی پانچ سال قید اور جرمانے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

سیکشن نمبر: 8

203A. Complaint in case of *Zinā*:

1. No court shall take cognizance of an offence under section 5 of the offence of *Zinā* (Enforcement of *Hudūd*) Ordinance, 1979 (VII 1919), except in a complaint lodged in a court of competent jurisdiction.
2. The presiding officer of a Court taking cognizance of an offence on a complaint shall at once examine, on oath, the complainant and at least four Muslims, adult male eye-witnesses, about whom the Court is satisfied having regard to the requirement of *Tazkiya-al-Shahūd*, that, they are truthful persons and abstain from major sins (*Kabā’ir*), of the act of penetration necessary to the offence.
Provided that, if the accused is a non-Muslim, the eye-witnesses may be non-Muslims.
3. The substance of the examination of the complainant and eye-witnesses shall be reduced to writing and shall be signed by the complainant and the eye-witnesses, as the case may be, and also by the Presiding Officer of the Court.
4. If in the opinion of the Presiding Officer of a Court, there is sufficient ground for proceeding, the Court shall issue summons for the personal attendance of the accused.

²³ المسنون، شمس الدین، کتاب ابوظہبی، (بیروت: دار الفکر، 2000ھ/1421ھ)، ج 7، ص 70۔

5. The Presiding Officer of a Court before whom a complaint is made or to whom it has been transferred may dismiss the complaint, if, after considering the statements on oath of the complainant and the four or more eye-witnesses there is, in his judgment, no sufficient ground for proceeding and in such case, he shall record his reasons for so doing.²⁴

اس سیکشن میں زنا بالرضا کے جرم کا ارتکاب ہونے پر شکایت بذریعہ استغاثہ درج کرنے کے طریقہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے جو قبیحیں اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا ذکر درج ذیل ہے:

1- عدالت مجاز تک رسائی میں مشکلات

اس سیکشن میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ زنا بالرضا کے جرم کی FIR تھانے کی بجائے صرف سیشن نجج کی عدالت میں ہی درج کروائی جاسکے گی، کیوں کہ زنا بالرضا کے جرم کو ناقابل دست اندازی پولیس بنا دیا گیا ہے۔ زنا جیسے جرم کے قلع قع کے لیے قانون تک عام آدمی کی رسائی کو زیادہ ممکن بنانے کی بجائے قانون تک رسائی کو محال اور مشکل بنادینے کا یہ عمل کئی طرح کی مشکلات کا باعث بنے گا۔

مثلاً: ہر ضلع میں صرف ایک سیشن عدالت تک ہر شخص کی رسائی قطعاً ممکن نہیں ہوتی، کیوں کہ پاکستان کے بعض اضلاع اتنے وسیع و عریض اور دور راز علاقوں تک پھیلے ہوئے ہیں کہ دیہاتوں میں رہنے والے سادہ لوح لوگ قطعاً سیشن نجج کی عدالت تک بار بار آنا بوجہ برداشت نہیں کر سکتے۔ بفرض محال وہ پہنچ بھی جائیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہزاروں مقدموں کی کارروائی میں گھری ہوئی سیشن عدالت ان کی درخواست کو اس دن قبول کر سکے گی۔ اسی طرح کی دیگر قانونی پیچیدگیوں کے باعث مظلوم کے لیے بے آسانی انصاف تک رسائی مشکل ہو گی۔ عملاً صورت حال یہ ہے کہ ایک معمولی سے معاملے کے لیے بھی عدالتوں کے بار بار چکر لگانے پڑتے ہیں۔ اب جب کہ ضلع کے کسی دور راز علاقے میں زنا کے جرم کا ارتکاب ہو اور شکایت کنندگان ایک دو دفعہ سیشن نجج کی عدالت تک شکایت کرانے کے لیے آبھی گئے اور نجج کسی بھی وجہ سے عدالت میں نہ ملا تو دوبارہ کوئی بھی عدالت میں آ کر شکایت درج کرانے کی جرأت نہیں کرے گا۔

2- مظلوم پر قذف کی تلوار

اس ایکٹ کے تحت جہاں ایک طرف ارتکابِ زنا بالرضا کی شکایت درج کروانے کے لیے سیشن نجج کی عدالت کی شرط ہے، وہیں دوسری طرف قانون کے اندر یہ بھی درج کر دیا گیا ہے کہ اگر شکایت کنندگان چار گواہ پیش کر کے جرم کو ثابت نہ کر سکیں تو

²⁴ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006.

انھیں بغیر کسی ثبوت یا مقدمہ کی کارروائی کے قذف کے قانون کا سامنا کرنا ہو گا، گویا قذف کی تلوار بھی مظلوم کے سر پر ہی لٹکا دی گئی ہے۔

جرائم ثابت کرنے کے لیے تو تزکیہ الشہود سمیت دیگر کئی شرائط اور پابندیاں لگادی گئی ہیں، لیکن قذف کے ثبوت کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ کوئی بدکاری کے جرم کی شکایت لے کر عدالت میں آجائے اور جس اس کی شکایت سے مطمئن نہ ہو۔ اس سلسلے میں دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے کی بے حسی کسی سے پوشیدہ نہیں، سامنے گاڑی کے نیچے کوئی شخص کچلا جائے تو لوگ تھانے میں جا کر اس کی روپرٹ درج کروانے یا اس کی گواہی دینے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے، چہ جائے کہ 50/100 میل دور سے کوئی اس معاشرتی برائی کی شکایت لے کر سیشن جج کی عدالت میں چکر لگاتا پھرے۔ خاص طور پر ایسے حالات میں کہ جب شکایت کننہ کو یہ بھی معلوم ہو کہ جرمانے اور قید سمیت قذف کی حد اس پر بھی لگ سکتی ہے اور اس میں جج چاہے تو اس کے گواہوں پر سو طرح کے نقصانات نکال کر ان کی گواہی کو ناقابل قبول قرار دے کر سزا کا مستحق نہ ہوادے، تو کون ہے جو اس کے بعد بدکاری کے معاملات پر انگلی بھی اٹھانے کا روادار ہو گا، نتیجہ اجتماعی بے غیرتی اور بے حسی کی صورت میں نکلے گا۔

3۔ ضلعی عدالتی نظام پر عدم اعتماد

یہاں یہ امر بھی حیران کن ہے کہ ضلع کا پورا عدالتی نظام تمام دوسرے اہم ترین معاملات نمائش رہا ہے۔ ضلعی عدالتی نظام میں عام طور پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے ماتحت متعدد جج یا مجسٹریٹ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سنگین جرائم اور لاکھوں کروڑوں کی مالیت کے معاملات ننمatta تے ہیں، لیکن ان معاملات میں تو ضلع کے عدالتی نظام پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں کیا جاتا، جب کہ زنا کے لیے ضلع کے پورے عدالتی نظام کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا گیا ہے اور یہ شرط عالمد کردی گئی ہے کہ صرف سیشن جج کی عدالت میں ہی آکر جرم کے خلاف شکایت درج کروائی جائے۔ مزید برآں سیشن جج پر ضلع کی عدالت ہونے کے ناطے کئی دیگر امور کا بوجھ بھی ہو گا۔ اندریں حالات یہ معاملات قطعاً اس کی ترجیح میں شامل ہی نہ ہو سکیں گے۔ لہذا اس بات کا زیادہ امکان ہو گا کہ بدکاری کے یہ مقدمات غیر ضروری طوالت کا شکار ہوتے رہیں۔

4۔ استغاشہ کا کڑا معیار

جرائم ثابت کرنے کے لیے مقدمہ کی کارروائی کے دوران گواہوں اور تزکیہ الشہود کی شرط لازمی ہوتی ہے نہ کہ شکایت کے اندر اراج اور استغاشہ کو قابل سماعت بنانے کے لیے۔ جب کہ یہاں تو استغاشہ کو قابل سماعت بنانے کے لیے بھی اس بات کو لازمی

قرار دیا گیا ہے کہ جب تک چار گواہوں کی شرط پوری نہیں ہوتی اس وقت تک شکایت کا اندرانج بھی نہ کیا جائے اور شکایت کرنے والے کی شکایت کو رد کر دیا جائے۔ استغاثہ کا یہ کڑا معیار، بجا تھا، بشرطیکہ جرم ثابت کرنے کے باقیہ تقاضے بھی میں مطابق شریعت ہوں، لیکن یہاں تو گناہی الٹی بھائی جاری ہے۔ اس نزالے طریق کار کی کوئی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

5۔ ملزم کے لیے غیر ضروری رعایت

مزید برآں اس سیکشن کے تحت زنا کے جرم کو قابل ضمانت بھی قرار دے دیا گیا ہے، جس سے جرم کی شدت کم تر ہو گئی ہے، یعنی مجرم تو جرم کا رتکاب بار بار کرنے کے باوجود صرف ذاتی مغلکے پر کر کے ضمانت پر رہا ہو جائے گا اور معاشرے میں دندناتا پھرے گا، جب کہ شکایت کنندہ جو مظلوم ہو گا، معاشرے میں اس تنگین جرم کے خاتمے کے لیے عدالت سے رجوع کر رہا ہو گا، عدالت میں پیشیاں بھگت رہا ہو گا اور اُسے قذف کے قانون کا بھی سامنا ہو گا۔ یہ صورت حال یقیناً ملزم کو غیر ضروری رعایت دینے اور مظلوم کے لیے مشکلات میں اضافے کا سبب ہو گی، جس کے نتیجے میں جرائم کی بے پناہ حوصلہ افزائی ہو گی۔²⁵

حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا موجب حد کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں تو اسے دفعہ 10(3) کے تحت تعزیری سزا دی جا سکتی تھی، لیکن اب اس موجودہ بل کی رو سے ضابطہ فوج داری میں دفعہ 203 کا اضافہ کیا گیا ہے، اس کی شن نمبر 2 میں ہے:

Notwithstanding the foregoing provisions, or anything contained in any other law for the time being in force no complaint under this section shall be entertained against any person who accused of *zinā* under section 5 of the offence of *Zinā* (Enforcement of *Hudūd*) Ordinance, 1979 (Ordinance No. VII of 1979) and against whom a complaint under section 203A of this code pending or has been dismissed or who has been acquitted or against any person who is a complainant or a victim in a case of rape, under any circumstances whatsoever.²⁶

”کہ جو شخص زنا موجب حد کے الزام سے بری کر دیا گیا ہو یا کسی ایسے شخص کے خلاف جو مستغیث ہو یا Rape کی صورت میں شکار ہو کسی بھی صورت حال میں ساعت کے لیے قبول نہیں کی جائے گی“۔

²⁵ www.minhaj.org/urdu/tid/402.

²⁶ Protection of women (Criminal Laws Amendment), 2006, 8(203) C.

اب سوچنے کی بات ہے کہ ایسے شخص کے خلاف فاشی کا مقدمہ دائر کرنے پر پابندی عائد کر دینا فاشی کو تحفظ دینے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے اسباب و محرکات کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«زَنَّا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزَنَّا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ، وَزَنَّا الرِّجْلَيْنِ الْمَسْنُى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ»²⁷

”آنکھیں کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلانا ہے، شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف زنا ہی اکیلا جرم نہیں، بلکہ دوسروں کے حرم سے نظر بازی کرنا بھی عغین جرم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر زیر نظر بل میں اہم خرابیاں یہ ہیں:

1- زیر نظر بل میں زنا بالجبر کی حد کو جس طرح بالکل ختم کر دیا گیا ہے وہ قرآن و سنت کے احکام کے سراسر خلاف ہے۔

2- جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہے۔

3- ”زنا بالرضا موجب حد“ اور ”فاشی“، کونا قابل دست اندازی پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیے گئے ہیں، وہ ان جرائم کو عملانہ قابل عمل سزا بنا دینے کے مترادف ہے۔

4- عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتے، مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے۔

5- قذف آرڈیننس میں ترمیم کر کے مرد کو چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعan کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو متعلق چھوڑ دے، قرآن حکیم کے حکم کے منافی ہے۔

6- ”قذف آرڈیننس“ میں یہ ترمیم بھی قرآن و سنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود اُسے سزا نہیں دی جائے گی۔

²⁷ ابن بشران، ابوالقاسم عبد الملک بن محمد البغدادی، امامی ابن بشران، (الریاض: دارالوثن، 1997ھ/1418ھ)، ص 203، حدیث رقم: 467

پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء کی اسلام سے متصادم شقیں

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان میں بے شمار عورتیں مظالم کا شکار ہیں، ان کی دادرسی ہونی چاہیے۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کی دادرسی کا مناسب انتظام ہونا چاہیے، انھیں مذہب نے جو حقوق دیے ہیں وہ ان کو لازمی دینے چاہئیں اور ان کے لیے ترقی کے موقع شریعت کی روشنی میں فراہم کیے جانے چاہئیں۔ مندرجہ بالا پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2015ء کی چند شقیں تقدید سے بالاتر ہونے کے باوجود اس میں چند شقیں ایسی ہیں جو ہمارے خاندانی نظام کی جڑوں کے لیے بہت نقصان دہ ہیں، جس سے فیلی سسٹم بری طرح سے متاثر ہو گا۔ ذیل میں ان شقتوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

موجودہ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل کے ابتدائیہ میں کہا گیا ہے کہ چوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین (اصناف) کے مابین مساوات کی صفات دے کر ریاست کو خواتین کے تحفظ کے لیے کوئی خصوصی قانون وضع کرنے کا اختیار دیتا ہے۔²⁸

‘اصناف’ یعنی مرد و عورت میں مساوات کا تصور سرے سے ہی غلط مفروضے پر قائم کیا گیا ہے۔ یہاں جس طرح مساوات کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں ایک ہی قسم کی صلاحیتیں لے کر دنیا میں آئے ہیں اور دونوں دنیا کا ہر کام کر سکتے ہیں تو یہ ہدایت غلط ہے۔ گو مغرب کے نزدیک مساوات مرد و زن کا یہی مطلب ہے اور مغرب زدگان بھی اس غیر عقلی اور غیر فطری نظریے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں، لیکن اسلام اس مساوات مرد و زن کو تسلیم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے، ان کے مقصد تخلیق میں بھی اور دائرہ کار میں بھی، اور اس اعتبار سے دونوں کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف عطا کی ہیں۔

اور اگر مذکورہ ابتدائیہ کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت، اگرچہ دو جنس ہیں، لیکن محض اس بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا، دونوں کے حقوق کا تحفظ اور دونوں کی فلاج و بہبود کے لیے ضروری قانون سازی کی جائے گی۔ تو یہ مطلب بالکل صحیح ہے اور اسلام سے متصادم نہیں، جب کہ پہلا مطلب اسلام سے یکسر متصادم ہے۔²⁹

قانون ہذا کی تعریفات میں شق نمبر 2 کی کلازاے میں کہا گیا ہے کہ ‘متاثرہ فرد’ سے مراد ایسی خاتون ہے جس پر مدعا عالیہ نے تشدید کیا ہو³⁰ بل میں گھریلو تشدید کی تعریف کرتے ہوئے سب سیکشن ایج میں کہا گیا ہے کہ:

²⁸ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، ص 1۔

²⁹ محدث میگزین، شمارہ 374، اپریل 2016ء، تحفظ حقوق نسوان بل کا تقدیدی جائزہ اور تبادل عمل۔

³⁰ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 2، کلازا (ایج) ص 1۔

گھر بیوی تشدد سے مراد وہ تشدد ہے جو مدعاعلیہ (یعنی گھر میں موجود تمام مردوخواتین سوائے متاثرہ خواتین) کی طرف سے متاثرہ شخص (یعنی صرف متاثرہ خواتین) پر حالیہ گھر (یعنی جس گھر میں رہ رہی ہے) میں کیا گیا ہو، جب کہ مدعاعلیہ اس کافر بھی رشته دار (ماموں، بچا، یا کوئی خونی رشته دار) خاوند (باپ، ماں باقی بھائی بھنیں) وغیرہ ہوں۔³¹

گھر بیوی تشدد میں تمام مردوخواتین کو شامل کر کے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی لڑکی یا خاتون کسی بھی طرح کے کرتوت کر کے گھر میں آجائے تو گھر میں کوئی اس سے اخلاقاً بھی نہیں پوچھ سکتا، اگر پوچھھے گا تو وہ تشدد ہو گا۔ اس بل کے سیشن سات میں مردوں کے لیے جو سزا کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے، اُس نے توحدی کردی ہے۔

سیشن سات کی شق (اے) کے تحت متاثرہ شخص اور مدعاعلیہ (مرد، بھائی، بیٹا، باپ، اور شوہر یا کوئی بھی قریبی رشته دار) کو ملنے نہیں دیا جائے گا۔

شق (بی) کے تحت متاثرہ عورت کے پاس جانے کی بھی پابندی ہو گی۔

شق (سی) کے تحت مرد کو شہر بدریا علاقہ بدر بھی کیا جا سکتا ہے اور یہ فیصلہ کورٹ (پولیس کے جھوٹے سچ کیس کے مطابق) کرے گی۔

شق (ڈی) کے مطابق مدعاعلیہ (مرد) کو چوبیں گھنٹے کے لیے کڑا پہننا یا جائے گا۔

شق (ای) کے مطابق گھر سے نکال دیا جائے گا۔

شق (ایف) کے مطابق اُس سے ہر قسم کے ہتھیار و اپس لے لیے جائیں گے۔

شق (جی) کے مطابق کسی ذریعے سے بھی عورت سے رابطہ قابل سزا جرم ہو گا۔

شق (تج) کے مطابق جس گھر میں عورت ہو گی، اُس گھر میں مرد کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ اور جہاں متاثرہ عورت زیادہ آتی جاتی ہو یا جہاں ملازمت کرتی ہو وہاں بھی نہیں جاسکے گا۔

شق (آنی) کے تحت کسی رشته دار یا کسی کو بھی (ماں، باپ تک کو بھی) درمیان میں رابطے کا ذریعہ نہیں بننے دیا جائے گا۔

شق (بے) کے مطابق بچے عورت کی تحويل میں رہیں گے۔³²

ناچاقی اور جھگڑے کی صورت میں مرد کو عورت سے بات کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہو گا، جب کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق پہلی سُٹھ پر باہمی بات چیت سے مسئلے کا حل نکالا جاتا ہے۔

شق نمبر 4 میں یہ قانون اجازت دیتا ہے کہ خاتون کے عدم تحفظ یا اس پر تشدد کی شکایت اس کے علاوہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے۔³³

اس پر ہمارے معاشرے میں عمل کس طرح ہونے کا امکان ہے؟ مثلاً اگر ایک لڑکی اور لڑکے میں دوستی کے مراسم ہیں، والدین کو بچی کی بے راہ روی کا پتہ چلتا ہے تو وقت طور پر اسے اکیلے گھر سے باہر نکلنے پر منع کر دیتے ہیں، تو لڑکی کا دوست متعلقہ افسر سرکاری کے پاس جا کر شکایت کر دے گا کہ اس کی بیوی ورثی فیلو کو اس کے والدین نے گھر میں محبوس کر رکھا ہے تو متعلقہ افسر پولیس کی مدد سے اس گھر پر ریڈ کرے گا "مظلوم" لڑکی کو "برآمد" کرے گا اور والدین تھانے پکھری میں ذلیل ہوتے رہیں گے، لڑکا یا لڑکی عدالت جا کر سول میرج کر لیں گے۔ اسی طرح کام عاملہ ایک شادی شدہ خاتون یا ملازم پیشہ خاتون کے "دوست"، ہمدرد اور دفتری ساتھی بھی کر سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح اسلامی اقدار کا جنازہ نکلے گا یا انھیں فروع حاصل ہو گا؟ خاندان ٹوٹیں گے یا جڑیں گے؟³⁴

اسی طرح سیکشن گیارہ کے سب سیکشن تین میں لکھا ہے کہ حکومت ہر ضلع میں پروٹیکشن کمیٹی میں دوسوں سوسائٹی کی خواتین اور چار مخیر حضرات لوگوں کو بھی شامل کرے گی۔³⁵

سوال پیدا ہوتا ہے کہ معاشرہ خواتین کا خاندان اس کی حفاظت کا زیادہ حق دار ہے یا کہ این۔ جی۔ او زکی عورتیں؟؟

اسی طرح سیکشن چودہ کے کلازڈی کے تحت عورت دوون کے لیے شوہر، باپ، بھائی یا کسی کو بھی گھر سے نکال سکتی ہے۔³⁶

ظاہر ہے یہ اسلامی روایات، مشرقی معاشرے اور مشرقی تہذیب کے بالکل خلاف ہے۔

سیکشن بارہ کی سب سیکشن ایم کے کلاز نمبر 2 کے مطابق اس نظام کو چلانے کے لیے عطیات وصول کیے جائیں گے۔³⁷

³² پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 7، ص 3۔

³³ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 4، ص 2۔

³⁴ ماہنامہ البر حان لاہور، اپریل 2016ء، ص 36۔

³⁵ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 11، سب سیکشن 3

³⁶ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 14، سب سیکشن ڈی۔

³⁷ پنجاب تحفظ حقوق نسوان بل 2016ء، شق 12، سب سیکشن (ایم)، کلاز 2، ص 6۔

اگر حکومت کے پاس بجٹ نہیں تو یہ اخراجات کہاں سے پورے کیے جائیں گے؟ اس کا مطلب ہے جو بھی ڈُونز ایجنٹی ہو گی وہ پیسہ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے دے گی، جس کا پناہ ایجنٹ ا ہو گا۔

بل میں داخلے کا اختیار سیشن 15 کے سب سیشن 1 میں اس طرح درج ہے کہ ضلعی تحفظ خواتین آفیسر یا تحفظ خواتین آفیسر کسی بھی وقت، کسی بھی جگہ، یا گھر میں داخل ہو سکتے ہیں، مگر آفیسر یا سرکاری نمائندہ متاثرہ شخص کو اس کی اجازت سے ہی ریکسیو کر سکتیں گے۔³⁸

الا صلی یہ سیشن چادر اور چارڈیواری کے تحفظ کو پامال کرتا ہے، گھروں کی پرائیویسی تو مسلم معاشرے اور تہذیب کا خاصہ ہے، جس کا غیر بھی اعتراف کرتے ہیں، جس کو اس بل کے ذریعے سے پامال کرنے اور گھر بیو زندگیوں کا سکون پامال کرنے کی کوشش حکومتی سطح پر کی گئی ہے۔ مثلاً سیشن نمبر سات کی تمام شقیں اے سے جے تک خلاف شریعت ہیں۔